باب: 72

سر سید احمد خان

(1817 - 1898 AD)

سید احمد خان، 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید محمد متقی خان ہے۔ ان کی زیادہ تر تربیت ان کی والدہ نے کی جو ایک دانشمند اور دوراندیش خاتون تھیں۔ سید احمد پر ابتدائی اثرات میں ان کے نانا فرید الدین کی شخصیت نے بھی نمایاں کام کیا، جو بہ یک وقت مدبر، منتظم اور عالم فاضل تھے۔ وہ وزیر سلطنت بھی رہے۔ سید احمد خان کو انتظام اور تدبر کا مادّہ ان ہی سے میراث میں ملا۔ ان پر مذہبی اثرات شاہ عبد العزیزؒ کے مدرسہ سے اور شاہ غلام علیؒ نقشبندی کی صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوئے۔

تعلیم کے بعد، سید احمد کی پہلی ملازمت صدر امین کے طور پر ہوئی۔ 1841ء میں منصفی کا امتحان پاس کیا تو وہ منصف مقرر ہوگئے۔ انہوں نے 35 سال ملازمت کی۔ اس دوران ان کا تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ چونکہ ان کو تاریخی اور مذہبی مباحث میں زیادہ دلچسپی تھی لہٰذا ان کی اکثر کتابیں انہی موضوعات پر ہیں۔ تصنیف و تالیف کے علاوہ ان کا محبوب مشغلہ اشاعتِ تعلیم تھا جسے انہوں نے اپنی ملازمت کے زمانے میں ساتھ ساتھ جاری رکھا۔ ان کا پہلا مدرسہ مراد آباد میں کھلا۔ پھر انہوں نے غازی پور میں پہلے سائنس کا ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد مغربی علوم کو ہندوستان میں رائج کرنا تھا۔ اور پھر یہیں ایک مدرسہ بھی کھولا جہاں انگریزی تعلیم کو شروع کیا۔ انہی دنوں، انہوں نے ایک اخبار بھی جاری کیا۔ لیکن ان کا اہم ترین کام، علی گڑھ کالج کا قیام ہے۔ ان کی خدمات کے صلے میں برطانوی حکومت نے ان کو "سر" کا خطاب دیا۔ بہادر شاہ ظفر نے ان کو عارف جنگ اور جواد الدولہ کا خطاب دیا۔

سر سید کے پیش نظر "تعلیم سب کے لئے" تھا اور اس میں مذہب کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ لیکن ان کے بنارس کے قیام کے دوران کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ ان کے زاویۂ نگاہ میں تبدیلی آئی۔ بنارس کے ہندوؤں نے یہ تحریک شروع کی تھی کہ اردو زبان اور فارسی رسم الخط کو ختم کر کے اسے بھاشا زبان اور دیوناگری رسم الخط سے تبدیل کیا جائے۔ اس پر سر سید نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اب ہندو اور مسلمان کا بطور ایک قوم کے ساتھ چلنا اور اس کے لیے مشترک کوششیں کرنا مشکل ہے۔

Siddiqui Publications

سنہ 1876ء میں سر سید احمد خان ملازمت سے پنشن پا کر علی گڑھ آئے۔ اور محمڈن کالج فنڈ کمیٹی کے تعاون سے علی گڑھ کالج کھولا، جس کا باقاعدہ افتتاح 8 جنوری 1877ء کو ہوا۔ اس کالج میں دینی اور دنیوی دونوں تعلیم کا انتظام کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس کالج میں انگریزی تعلیم کا بھی انتظام کیا۔ ان کے اس اقدام سے مسلمان علما سخت خفا ہوئے۔ لیکن سر سید احمد خان نے محسوس کیا کہ ترقی کے لیے اب انگریزی تعلیم وقت کی اہم ضرورت ہے ، چنانچہ انہوں نے کسی کی پرواہ نہ کی۔ ان کی سب زیادہ مخالفت، رسالہ " تہذیب الاخلاق" کے جاری کرنے پر ہوئی۔ علمانے اپنے فتویٰ میں یہ تو نہیں لکھا کہ انگریزی پڑھنا کفر ہے لیکن لکھا کہ "۔۔ جس شخص کے عقائد سید احمد جیسے ہوں وہ مسلمان نہیں اور جو مدرسہ ایسا شخص قائم کرنا چاہے اس کی مدد جائز نہیں۔۔"۔

بہر حال ، علی گڑھ کالج ترقی کرتا رہا۔ لیکن سر سید اور بھی کچھ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے 1887ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔ اس کا اہم مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کو بیدار کرنا اور ان کو تعلیم کے حصول کے لیے تیار کرنا تھا۔ اس سلسلے میں سر سید کی انتھک محنت سے یہ ہوا کہ مسلم لیگ کے قیام سے پہلے سیاسی اور نیم سیاسی امور میں اسی تنظیم کو مسلمان قوم کی آواز سمجھا جانے لگا۔

1857ء میں مسلم حکومت کی ناکامی کے بعد تمام مسلمان اچانک معاشرتی ، معاشی اور سیاسی مایوسی کا شکار ہو گئے۔ قوم کو اس مایوسی سے نکالنے کے لیے سر سید نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں ان کی خدمات " تحریک علی گڑھ "' کے نام سے مشہور ہوئیں۔ اور پھر 1868ء کے بعد ہندوستان میں ہونے والے واقعات نے ان کو دو قومی نظریہ پیش کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہی خیال بعد میں " تحریک پاکستان " کا سبب بن گیا۔ سر سید نے حاکم اور محکوم کے رشتہ کو بہتر بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے " اسباب بغاوت ہند " کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ دراصل ہندوؤں نے 1857ء میں ہونے والے غدر کے لیے مسلمانوں کو اکسایا تھا اور کچھ غلطیاں خود انگریزوں نے بھی کی تھیں۔

سر سید کے آخری ایام بڑی مایوسی کے تھے۔ آپ کو پہلی مایوسی خود آپ کے بیٹے سید محمود کی طرف سے ہوئی جن کو علی گڑھ کالج کا جوائنٹ سیکریٹری بنایا گیا تھا، جس کو وہ پوری ذمہ داری سے نہ سنبھال سکے۔ اس کا اثر کالج پر پڑا اور اس کی حالت تیزی سے زوال کی طرف جانے لگی۔ دوسرا بڑا صدمہ کالج کے ہندو خزانچی کی طرف سے غبن کی صورت میں ملا۔ سر سید کی عمر بھی زیادہ ہو چلی تھی لہٰذا آپ کی صحت مکمل جواب دے گئی۔ آپ کا انتقال 27 مارچ 1898ء کو علی گڑھ میں ہوا۔